سب صحارا کی مہاجر افریقی خواتین۔۔۔۔۔۔ایڈز اور ایچ آئی وی کی زندہ مثالیں

.................جینٹ اوسٹوکی

سب صحارا افریقہ کی مہاجر خواتین اور لڑکیاں ایڈز اور ایچ آئی وی کی وبا کا نمونہ پیش کرتی ہیں۔جنس کی بنیاد پر روا رکھی جانے والی عدم مساوات کی وجہ سے مردوں کی نسبت یہ خواتین ان امراض کا زیادہ شکار ہوتی ہیں۔ان مہاجر خواتین اور لڑکیوں میں ایڈز اور ایچ آئی وی کا تناسب دیکھ کر یہ حقیقت سامنے آجاتی ہے کہ عالمی سطح پر ان خواتین کے المیے کی کم ہی تشہیر ہوئی ہے۔جنگوں اور نقل مکانی کے دوران انسانی حقوق کی پامالی ان خواتین کیلئے ایچ آئی وی کا خطرہ اور بڑھا دیتی ہے۔

دنیا کی پوری مہاجر آبادی کا ایک بڑا حصہ سب صحارا افریقہ کی بے گھر خواتین پر مشتمل ہے۔اقوام متحدہ کے ترقیاتی فنڈ برائے خواتین یونیفیم (UNIFEM) کی رپورٹ کے مطابق پوری دنیا میں جنگوں کی وجہ سے بے گھر ہونے والے ساڑھے تین کروڑ افراد کا 75 فیصد بچوں اور خواتین پر مشتمل ہے۔اقوام متحدہ کے ہائی کمیشن برائے مہاجرین کے اعداد و شمار کے مطابق دنیا کی دس بڑی مہاجر آبادیوں میں سے پانچ سب صحارا افریقہ کے ممالک کے بے گھر ہونے والے افراد پر مشتمل ہیں۔ایڈز اور ایچ آئی وی کے تدارک کیلئے اقوام متحدہ کے ادارے یو این ایڈز (UNAIDS) کی رپورٹ مجریہ 2006ء کے مطابق دنیا بھر کے ایچ آئی وی میں مبتلا لوگوں کا دو تہائی شمالی افریقہ کے سب صحارا ممالک میں آباد ہیں اور ان میں 59 فیصد خواتین پر مشتمل ہے۔نوجوان لڑکیوں کیلئے ایڈز اور ایچ آئی وی کا خطرہ اور بھی زیادہ ہوتا ہے۔الائنس فار ماکروسائڈ ڈیویلپمنٹ کے تخمینے کے مطابق 15 سے 24 سال کی عمر کی افریقی خواتین کے درمیان ایچ آئی وی کی شرح انہی ممالک کے مردوں کے مقابلے میں تین گنا زیادہ ہے۔یونیفیم کے مطابق جنگوں کی وجہ سے بے گھر ہونے والی خواتین کو جنس کی بنیاد پر ہونے والی عدم مساوات کی وجہ سے کئی المیوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے جس سے ایچ آئی وی کا خطرہ اور بڑھ جاتا ہے۔ان المیوں میں خاندان کا بکھر جانا،سماجی اور معاشرتی نظام کی تباہی،صحت کی سہولیات اور سماجی خدمات تک عدم رسائی،جنسی تشدد اور حملہ آور گروہوں اور شہریوں کے مابین بڑھتے ہوئے جنسی عوامل شامل ہیں۔مزید برآں ان مہاجرین کو مہاجرت کے دوران یا اپنے گھروں کو لوٹنے کے بعد کئی قسم کی بدنامیوں،امتیازی سلوک اور انسانی حقوق کی پامالی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

سماجی اور اقتصادی استحکام میں رخنے:

جب لوگ اپنا گھر بار چھوڑ کر آس پاس کے علاقوں میں پناہ لینے پر مجبور ہوجاتے ہیں تو ان کو نہ صرف اپنا گھر بار اور خاندانی زندگی کو چھوڑنا پڑتا ہے بلکہ ان کی معاشرتی اور سماجی تشکیل بھی ان سے چھوٹ جاتی ہے اس کے ساتھ ہی وہ اپنے ان سماجی اقدار سے بھی ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں جو ان جنسی رویوں کو کنٹرول کرتے تھے۔سماجی نظام کا توڑ پھوڑ مردوں اور خواتین کے درمیان پائے جانے والے عدم توازن کو مزید بگاڑ دیتا ہے ویسے تو زمانہ امن میں بھی خواتین کو یہ اختیار نہیں ہوتا کہ وہ کسی معاملے میں اپنی بات منوا سکیں۔اقتصادی لحاظ سے وہ کبھی مردوں کے برابر نہیں ہوتی اور سماجی اعتبار سے مردوں کی تابعدار رہنے پر مجبور ہوتی ہیں۔یہ حقیقتیں ان سے یہ اختیار بھی چھین لیتی ہیں کہ وہ کب کہاں اور کس سے جنسی تعلقات استوار کریں۔بے گھر ہونے سے مردوں کی اس حیثیت پر ضرب لگ جاتی ہے جو ان کو معاشرے اور گھر میں حاصل ہوتی ہے۔مہاجر مردوں کی سرگرمیاں ان کے کیمپوں تک محدود ہو کر رہ جاتی ہیں کیونکہ ان کو مقامی آبادی میں گھل مل جانے اور کام کرنے کی اجازت نہیں ہوتی۔اس گھٹن

کی وجہ سے وہ عموماً نشے کے عادی بن جاتے ہیں اور ساتھ ہی ساتھ اپنی بیویوں اور بچوں کے ساتھ برے سلوک پر اُتر آتے ہیں۔ مختلف قسم کے لوگوں کے ساتھ غیر محفوظ جنسی رابطے بھی ان مہاجروں کا ایک بڑا مسئلہ بن جاتا ہے جو اُن کیلئے ایچ آئی وی کے انتقال کا خطرہ بڑھا دیتے ہیں۔ بے گھر افراد میں اقتصادی بدحالی عام ہوتی ہے۔ بے سروسامانی کے عالم میں مہاجر عورتیں ذاتی تحفظ اور معاشی ضروریات کیلئے مردوں پر انحصار کرتی ہیں۔ اکثر تو ایسی خواتین کو اپنی، اپنے شوہروں اور بچوں کی نگہداشت خود کرنا پڑتی ہے۔ ان مہاجرین میں ایسے خاندان بھی ہوتے ہیں جن کی سربراہ یتیم بچیاں ہوتی ہیں یہ بچیاں بہت چھوٹی عمر میں اپنی اور اپنے بہن بھائیوں کی کفالت پر مجبور ہوتی ہیں۔ جنسی استحصال اور جبر ان بچوں کا مقدر بن جاتا ہے۔

بقاء کے لئے جنسی تعلقات پر مجبوری:

بقاء کیلئے مردوں سے جنسی رشتے استوار کرنے پر مجبور ہونا ان مہاجر عورتوں کا ایک بڑا مسئلہ ہے۔ یہ عورتیں خوراک، پانی، چھت، ذاتی تحفظ، پیسوں اور دیگر ضروریات کیلئے حملہ آور فوجیوں، پولیس کے سپاہیوں اور امن قائم رکھنے والی افواج کے اہلکاروں کے ساتھ جنسی تعلقات رکھنے پر مجبور ہوتی ہیں۔ اُن کے ساتھ جنسی فعل کرنے والے افراد عموماً عمر رسیدہ مرد ہوتے ہیں جنہوں نے اس سے پہلے بھی بہت سی خواتین کے ساتھ جنسی رشتے استوار کئے ہوتے ہیں۔ اس لئے یہ مردان مہاجر عورتوں کو حمل اور ایچ آئی وی انفکشن کے بشمول کئی قسم کے خطرات سے دوچار کر دیتے ہیں۔ ہیومن رائٹس واچ کی رپورٹ کے مطابق ایسے پرتشدد علاقوں میں فوج اور پولیس کے اہلکاروں میں ایچ آئی وی کی شرح کبھی کبھی پچاس فیصد سے زیادہ ہوتی ہے۔

صحارا کے مہاجر کیمپوں اور دیگر مقامات پر ایڈز کے مریضوں اور یتیموں کی نگہداشت کی ذمہ داری عموماً عورتوں پر ہوتی ہے اگر میزبان حکومتوں کی طرف سے مہاجرین پر کام کرنے کی پابندی نہ ہو تب بھی کیمپوں تک محدود ہونے کی وجہ سے وہ اس قابل نہیں ہوتے کہ باہر جا کر اپنے لئے کام ڈھونڈ سکیں۔ اکثر لڑکیاں اپنے بیمار والدین کی نگہداشت کیلئے سکول چھوڑنے پر مجبور ہوتی ہیں۔ کچھ لڑکیوں کے تو ماں اور باپ دونوں ایڈز کی وجہ سے ہلاک ہوگئے ہوتے ہیں۔ یتیمی، غربت اور تعلیم کی کمی کی وجہ سے اُن کے پاس اپنے اور اپنے بہن بھائیوں کی کفالت کیلئے صرف چند ہی آپشنز ہوتے ہیں۔

ٹوٹے پھوٹے کلینک اور غیر محفوظ خون:

جنگوں کے دوران شہری آبادی کیلئے سماجی خدمات، صحت کی سہولیات اور محفوظ خون تک رسائی مشکل ہو جاتی ہے۔ حملوں اور لڑائیوں کی وجہ سے بے گھر افراد کو صحت کی سہولیات کی عدم فراہمی، دوائیوں اور طبی اوزار کی لوٹ مار اور مراکز صحت تک رسائی میں دشواری کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ ایسی حالت میں مہاجرین کی صحت کے مسئلے کو اتنی اہمیت نہیں دی جاتی جتنی کہ جنگوں میں ہونے والی ہلاکتوں کو دی جاتی ہے۔ انسانی المیوں کے دوران زچگی بھی بہت خطرناک ہو جاتی ہے۔ بلڈ بینک یا خون کے معائنے کی سہولیات کی عدم دستیابی کی صورت میں اگر عورتوں کو زچگی کے دوران خون کی ضرورت پڑ جائے تو وہ جراثیم سے آلودہ خون کے انتقال کی وجہ سے وائرس کا شکار ہو سکتی ہیں۔

خواتین پر تشدد کا رجحان:

عورتوں کو ایچ آئی وی کے انتقال کے بڑے بڑے اسباب میں جنس کی بنیاد پر ہونے والا تشدد بھی شامل ہے۔ جنگوں کے دوران خواتین پر

جنسی تشدد عام ہوتا ہے۔ایسی حالت میں زنا بالجبر خواتین کیلئے وائرس کے انتقال کے خطرے سے قطعاً خالی نہیں ہوتا۔جب مرد کا آلہ تناسل عورت کے عضوِ مخصوصہ میں پورے زور کے ساتھ داخل ہوجاتا ہے تو عورت کے حمل کی نالی کے نازک ریشے توڑ پھوڑ کا شکار ہوجاتے ہیں جس کی وجہ سے وائرس آسانی کے ساتھ اس کے خون میں شامل ہوجاتا ہے۔نوجوان لڑکیوں کیلئے یہ خطرہ اور بھی زیادہ ہوتا ہے کیونکہ ان کے عضوِ مخصوصہ کی نالی بہت نازک ہوتی ہے۔جنسی عمل عموماً زنا بالجبر کے دوران ان خواتین کیلئے ایچ آئی وی کا خطرہ اور بڑھ جاتا ہے جن کے ختنے ہوچکے ہوتے ہیں کیونکہ ایسی حالت میں ان کے اعضائے مخصوصہ کے ریشے بار بار کٹاؤ اور توڑ پھوڑ کا شکار ہوتے ہیں اور بعض اوقات تو یہ زخم کُھلے رہ جاتے ہیں جس کی وجہ سے اُن میں وائرس کا داخل ہونا آسان ہوجاتا ہے۔نقل مکانی کے دوران خواتین کے لئے وائرس کا خطرہ بہت شدید ہوتا ہے۔اُس وقت وہ یا تو بالکل علیحدہ ہوتی ہیں یا صرف ان کے بچے اُن کے ہمراہ ہوتے ہیں۔ایسی حالت میں وہ عموماً زنا بالجبر کا شکار ہوجاتی ہیں یا کسمپرسی کی حالت میں وہ حملہ آور سپاہیوں اور مہاجر مردوں کے ساتھ جنسی فعل کرنے پر مجبور ہوتی ہیں۔یہی وجہ ہے کہ ایسی ہنگامی صورتحال میں مہاجر بستیوں سے توقع کی جاتی ہے کہ وہ خواتین کی حفاظت خود کریں۔تاہم اس کے باوجود بھی سیرالیون، لائبیریا، جمہوریہ کانگو میں امن قائم رکھنے والی افواج کو جنسی استحصال کے واقعات میں ملوث پایا گیا ہے۔صحارا کے ذیلی علاقوں کی بعض اقوام میں یہ غلط تصور بھی پایا جاتا ہے کہ کسی دوشیزہ کے ساتھ جنسی عمل کرنے سے ایچ آئی وی ختم ہوجاتا ہے۔گویا یہ غلط نظریہ تصور زنا بالجبر کے عمل کیلئے جواز فراہم کرتا ہے۔جنگوں میں برسرِپیکار قوتیں جنسی تشدد کو جنگ کے اسلحے کے طور پر استعمال کرتی ہیں۔یونیفیم کی ایک رپورٹ کے مطابق روانڈا میں قبائلی جنگوں کے دوران خواتین کو ارادتاً ایچ آئی وی کا شکار کردیا جاتا ہے۔اس طرح کے واقعات سوڈان کے دارفر علاقے میں بھی دیکھے گئے ہیں۔ہیومن رائٹس واچ کے مطابق جمہوریہ کانگو کی خانہ جنگی میں ملوث باغی ملیشیاء کے ارکان شہری آبادیوں کو ان کے دشمن کی حمایت کرنے کی سزا کے طور پر اُن کی عورتوں کو زنا بالجبر کا نشانہ بنادیتے ہیں۔خواتین اور لڑکیاں اُن نوجوان جنگجوؤں کے حملوں کا بھی شکار ہوجاتی تھیں جن کو تشدد کی تربیت دی جاتی تھی جیسا کہ پہلے ذکر ہوچکا ہے۔جنگوں کے دوران انتہائی قریبی رشتے داروں کے مابین بھی تشدد کا رجحان بڑھ جاتا ہے۔افریقہ کے جنوبی علاقوں کی خواتین اور ایچ آئی وی اور ایڈز کے بارے اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل کے ٹاسک فورس کا خیال ہے کہ قریبی رشتے داروں میں آپس کے تشدد کے اسباب میں سے ایک ہے جو افریقہ کے ذیلی علاقوں کی خواتین اور لڑکیوں کو ایچ آئی وی کے خطرے سے دوچار کرتی ہیں۔بلا روک ٹوک جنسی تعلقات اور پُرتشدد جنسی عمل اس خطرے کی دوسری وجوہات ہیں۔

مہاجرت کا داغ اور امتیازی سلوک:

مہاجر خواتین کو زندگی کے کئی شعبوں میں بدنامی اور امتیازی سلوک کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔یواین ایچ سی آر کے مطابق ان خواتین کو غربت اور نسلی امتیاز کی بنیاد پر میزبان معاشروں میں مہاجرت کے طعنے دیئے جاتے ہیں۔مہاجروں پر میزبان ممالک میں ایچ آئی وی پھیلانے کا جھوٹا الزام لگایا جاتا ہے۔مزید برآں جب یہ مہاجرین واپس اپنے گھروں کو لوٹ جاتے ہیں تو اُن پر ایچ آئی وی اور ایڈز کے مریض ہونے کا الزام لگایا جاتا ہے۔بہت سے معاشروں میں یہ شک پایا جاتا ہے کہ ایچ آئی وی ہاتھ ملانے، بغل گیر ہونے، ہونٹ چومنے، ایک دوسرے کو مس کرنے، آپس میں کھیلنے، سانس کے اخراج، مچھر کے کاٹنے اور مریض کا بیڈ شیٹ استعمال کرنے سے بھی پھیلتا ہے۔اس لئے اپنے گھروں کو لوٹنے والے مہاجروں کو اس وقت امتیازی رویوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے جب وہ بازار میں اشیائے ضروریہ خریدتے ہیں یا انہیں سکولوں اور کھیل کے میدان میں جانا پڑتا ہے۔

تدارک اور آگہی:

اقوام متحدہ کے ہائی کمشنر برائے مہاجرین کے مطابق بہت سے چھوٹے بڑے بین الاقوامی امدادی ادارے افریقہ کے ذیلی علاقوں کی مہاجر بستیوں اور گھروں کو لوٹنے والے مہاجرین کی بستیوں میں ایڈز اور ایچ آئی وی کے تدارک اور لوگوں میں ان امراض کے بارے میں آگاہی پیدا کرنے کی کوششوں میں مصروف ہیں۔ یہ کوششیں سکولوں، مراکز صحت، ہسپتالوں، نوجوانوں کے لئے مخصوص مراکز اور خوراک کی تقسیم کے مراکز کی سطح پر جاری اپنی آبادی کے لوگوں کو جنسی اور تولیدی مسائل کے بارے میں کُھل کر بات کرنے کی ترغیب دے سکیں اور اُن کو خون کا

معائنہ کرانے اور ڈاکٹر سے مشورہ لینے کی اہمیت سے آگاہ کر سکیں یہ نوجوان ایچ آئی وی سے متعلق معلومات، عام مباحثوں، تمثیلوں، ڈانسوں، ویڈیو فلموں، کتابچوں اور کارٹون کے ذریعے پھیلاتے ہیں اس کے علاوہ وہ لوگوں میں کنڈوم بھی تقسیم کرتے ہیں۔

انسانی حقوق کا احترام:

حکومتوں، معاشروں اور عام لوگوں کو مہاجر خواتین کے انسانی حقوق کا احترام کرنا چاہیے۔ صرف اس طرح کرنے سے ہی وہ ایڈز اور ایچ آئی وی کے پھیلنے کا موثر طریقے سے مقابلہ کر سکتے ہیں۔

یو این ایڈز، یونیفیم اور یونائیٹڈ نیشن پاپولیشن فنڈ کی ایک مشترکہ رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ مردوں اور عورتوں کے مساوی حقوق کا تقاضا ہے کہ خواتین کو بھی تولیدی صحت کی سہولیات، علاج اور دوائیوں تک یکساں رسائی حاصل ہونی چاہیے۔ اس کے علاوہ خواتین کو جنسی تشدد سے بچاؤ کا حق بھی حاصل ہونا چاہیے۔ خواتین کے حقوق کو یقینی بنانے کیلئے چھوٹی عمر کی جبری شادیوں پر پابندی ہونی چاہیے اور عورتوں کے اس حق کا احترام بھی ہونا چاہیے۔ وہ بچے پیدا کرنے یا نہ پیدا کرنے کا حق رکھتی ہوں اور ان کو جائیداد کی تقسیم، وراثت، طلاق، بچوں پر حق ملکیت اور روزگار کے مسائل میں ان کو برابر کے قانونی حقوق بھی حاصل ہونے چاہیے۔ ان مسائل کے علاوہ ایچ آئی وی کے مریضوں اور یتیموں کی پرورش گھر کے ماحول میں کرنے کے نظریے کی حمایت بھی بہت ضروری ہے اور لڑکیوں کیلئے عالمگیر تعلیم کا حق حاصل ہونا چاہیے۔

مہاجرین اگر غیر ممالک میں بھی آباد ہوں ان کے انسانی حقوق مسلّم ہوتے ہیں اور میزبان ممالک پر فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ ان حقوق کو یقینی بنائیں۔ یو این ایچ سی آر کے مطابق ان حقوق میں تعلیم کا حق، علاج معالجے کا حق، میزبان ملک میں روزگار کا حق اور اذیت، بے عزتی اور امتیازی سلوک سے تحفظ کے حقوق شامل ہیں۔

مستقبل کی اُمید:

افریقہ کے ذیلی علاقوں کی خواتین جنس کی بنیاد پر ہونے والے امتیاز، نسلی عدم مساوات اور صحت کی سہولیات کے فقدان کے مسائل میں اب بھی الجھی ہوئی ہے تاہم اس پُر آشوب فضا میں اُمید کی کرنیں بھی موجود ہیں۔ مختلف ریاستیں، بین الاقوامی امدادی ادارے اور خود خواتین ان سماجی برائیوں کے خلاف نبرد آزما ہیں اور وہ آبادی کے اس کمزور طبقے کو مضبوط بنانے کی خاطر حکومتی پالیسیوں کی تبدیلی کیلئے کوشش میں مصروف ہیں۔ صحت کے شعبے سے وابستہ افراد یہ بات تسلیم کرتے ہیں کہ خواتین کو ان حفاظتی تدابیر پر مکمل کنٹرول حاصل نہیں جن کے اپنانے سے وہ اپنے آپ کو ایچ آئی وی سے محفوظ رکھ سکتی ہیں۔ ڈاکٹر اور سائنس دان ایسا جراثیم کش مواد تیار کرنے کی کوشش کر رہے ہیں جو ایچ آئی وی کے انتقال کے خطرے کو کم کرنے میں مددگار ثابت ہو سکے گا۔ یہ مواد خواتین کے رحم کی نالی کی سطح پر ملنے سے امراض کے انتقال کا تدارک عورت کے اپنے

ہاتھ میں آ جائے گا۔اُمید کی جاتی ہے کہ یہ ٹیکنالوجی آئندہ پانچ دس سال کے عرصے میں عام لوگوں کی دسترس میں ہوگی۔

سب صحارا افریقہ کی مہاجر خواتین نے ایڈز اور ایچ آئی وی کا مقابلہ عزم اور استقلال سے کیا ہے اور انہوں نے اس سلسلے میں مثالی جوہر

دکھلائے ہیں۔اس بحران پر قابو پانے کیلئے جس سیاسی ،سماجی اور اقتصادی تبدیلی کی ضرورت ہے اس کے حصول کیلئے ان خواتین کا کردار دوسروں کیلئے ایک نمونہ ہے۔